تزکِ بابری

از

(جناب محمد رحیم صاحب دہلوی)

(۱۴)

زہرہ کی مٹی پلید ہوئی | اس کم بخت اور کم عقل عورت نے شوہر کرنے کی ہوس میں اپنے بیٹے کی عزت برباد کردی اور گھر بار خاک میں ملا دیا۔

شیبانی خاں نے ذرہ برابر اس کی پرواہ نہ کی۔ اور اس کو لونڈی اور سریت کے برابر بھی نہ جانا۔

علی مرزا کا قتل | سلطان علی مرزا اپنے کئے پر پچھتا رہا تھا اور سخت پریشان تھا اس کے بعض ہمدردوں نے جو یہ بات محسوس کی تو چاہا کہ اسے لے بھاگیں۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور موت چوں کہ سر پر منڈلا رہی تھی اس لئے بچ نہ سکا۔ وہ تیمور سلطان کے پاس چلا گیا۔ اور چار پانچ دن بعد قلبہ کے سبزہ زار میں اُسے قتل کر دیا گیا۔ وہ ایک عورت کے کہنے میں آگیا تھا۔ اس لئے چند روزہ اور ناپائیدار زندگی کے لئے بدنام ہو کر مرا اور نیک ناموں کے زمرے سے نکل گیا۔ ایسے آدمی کے حالات اس سے زیادہ کیا لکھے جائیں اور ایسی بُری حرکتیں اس سے زیادہ سُن بھی کون سکتا ہے۔

سلطان علی مرزا کو قتل کرنے کے بعد خان نے جان علی کو بھی مرزا کے پاس بھیج دیا۔

خواجہ یحییٰ کی شہادت | شیبانی خاں، خواجہ یحییٰ سے خوفزدہ تھا۔ اس لئے اس نے خواجہ اُوران کے دونوں بیٹوں خواجہ محمد زکریا اور خواجہ باقی کو خراسان جانے کی اجازت دے دی۔ مگر ان کے پیچھے پیچھے چند ازبک بھی گئے اور انھوں نے حضرت خواجہ اور ان کے دونوں بیٹوں کو خواجہ

کارزون[1] کے قریب شہید کر دیا۔

شیبانی خاں کا عذر لنگ شیبانی خاں کہتا تھا کہ میں نے یہ قتل نہیں کرائے۔ بلکہ قنبر علی اور کپک بے[2] نے خود ایسا کیا ہے لیکن یہ تو عذر گناہ بدتر از گناہ والی بات ہوئی۔ کسی بادشاہ یا سلطان کے امرا اس کی مرضی کے بغیر ایسا کام کر گذریں تو پھر اس بادشاہ کی بادشاہی یا سلطان کی سلطانی کیا ہوئی

کیش سے حصار جانا پڑا ازبکوں نے جیسے ہی سمرقند پر قبضہ کیا ہم فوراً کیش سے حصار چلے گئے۔ محمد مزید ترخان اور سمرقند کے دیگر امرا اور ان کے بال بچے اور ان کے ماتحت لوگ ہمارے ساتھ ساتھ تھے۔

چغانیان کے سبزہ زار میں پہنچنے کے بعد محمد مزید ترخان اور سمرقند کے اُمرا ہم سے الگ ہو کر خسرو شاہ کے پاس چلے گئے اور انھوں نے اس کے ہاں نوکری کر لی۔

جلاوطنی اور آوارہ گردی ہم اس حالت کو پہنچ گئے کہ ملک چھٹ گیا اور وطن سے دُور جا پڑے۔ نہ کہیں رہنے کا ٹھکانا نہ کہیں جانے کا موقع۔ خسرو شاہ نے ہمارے خاندان کے ساتھ بے حد برائیاں کی تھیں۔ مگر مجبوراً اسی کے ملک میں سے ہو کر گذرنا پڑا۔

ارادہ یہ تھا کہ قرتگین[4] اور الائی[5] کے راستے اپنے چھوٹے ماموں الچہ خاں کے پاس جاؤں لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔

خسرو شاہ کی نذر کھروہ کے بہت اونچے راستوں پر چلتے ہوتے اور سرہ ناق اور ایانی[6] کے اوپر سے ہوتے ہوئے جب ہم نوندک پہنچے تو خسرو شاہ کا ایک نوکر آیا۔ اور اس نے اپنے آقا کی طرف سے نو گھوڑے اور نو جوڑے نذر کئے۔

---

[1] کارزون [2] قنبر بے۔ [3] بے ایک خطاب تھا جو بے حد با اقتدار آدمی کو دیا جاتا تھا۔ [4] قرتنگین۔ لیڈن نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ بابر اس موقع پر کاشغر کے پہاڑوں ہی سے ہوتا الاتاغ پہاڑوں کے مشرق میں گیا ہوگا۔ یہ پہاڑ کاشغر اور مغلستان کو اوش اور کاشان، وغیرہ سے جدا کرتے ہیں [5] لیڈن نے نوٹ میں تو الائی لکھا ہے۔

[6] لیڈن نے صرف سرہ ناق لکھا ہے۔ ایانی نہیں لکھا۔

شیر علی کی بے وفائی | جب ہم کھمرود کی گھاٹی میں پہنچے تو شیر علی، چہرہ، ولی کے پاس چلا گیا۔ جو خسرو شاہ کا بھائی تھا۔

توبچ بیگ نے بھی آنکھیں پھیرلیں | دوسرے دن توبچ بیگ بھی الگ ہو گیا۔ اور حصار چلا گیا۔

خوفناک گھاٹیاں | کھمرود[1] کے درے میں پہنچ کر ہم اوپر کی طرف چلے[2]۔ ان تنگ راستوں بے ڈھب کھڈوں اور نہایت خوفناک گھاٹیوں میں ہمارے بہت سے اونٹ اور گھوڑے اتنے تھک گئے کہ چلنے کے قابل نہ رہے۔

تین چار منزلیں طے کرنے کے بعد ہم سرہ تاق کی گھاٹی میں پہنچے۔ وہ گھاٹی کس بلا کی گھاٹی ہے۔ میں نے کبھی ایسی ڈھلواں اور تنگ گھاٹی نہیں دیکھی۔ اور کبھی ایسے تنگ راستوں اور بے ڈھب کھڈوں میں چلنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

بڑی مصیبت سے ان خطرناک گھاٹیوں اور کھڈوں سے نکلے اور اونچی اونچی تنگ اور خطرناک چوٹیاں طے کرنے میں بڑی تکلیف اُٹھائی اور بڑی مشکل سے قان پہنچے۔

خوبصورت جھیل | قان کے پہاڑوں میں ایک بہت بڑی جھیل ہے اور بہت خوبصورت ہے وہ اندازاً میل بھر میں پھیلی ہوتی ہے۔

قلعہ شیراز | وہیں خبر ملی کہ ابراہیم ترخان قلعہ شیراز میں بیٹھا ہے اور اس نے قلعے کو بہت مضبوط کر لیا ہے

قنبر اور ابوالقاسم | یار ییلاق میں جو قلعے تھے۔ قنبر علی اور ابو القاسم کوہ بر نے انھیں ٹھیک ٹھاک کر لیا تھا اور وہاں جمے بیٹھے تھے۔

اس سے پہلے وہ خواجہ دیدار میں تھے۔ جب ازبکوں نے سمرقند فتح کر لیا تو وہ خواجہ دیدار میں نہ ٹھیر سکے اور یار ییلاق چلے گئے۔

قان کا والی | میں نے قان کو سیدھے ہاتھ کی طرف چھوڑا۔ اور کسود[3] کا رخ کیا قان کا جو ملک

---

[1] کھمرود کا پہاڑ ملک حصار کے نیچے کی طرف سے ہو کر قاق تک پہنچا ہے۔ جہاں قراتاق کے پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آتی ہیں۔ بابر غالباً ان پہاڑوں میں سے ہو کر چشمہ کوہک کے قریب دریار ییلاق کے کنارے پہنچا [2] کھمرود کے درے میں ہم دریا کے اوپر چلے [3] لیڈن نے کشتر اور ڈنکان نے کشبر لکھا ہے فارسی نسخے میں کسُد اور کبُد لکھا ہے۔

تھا وہ بہت مہمان نواز۔ سخی۔ خدمت گذار اور انسان دوست مشہور تھا۔

جب سلطان حسین مرزا نے حصار چھینا۔ اس وقت سلطان مسعود مرزا اسی راستے سے اپنے چھوٹے بھائی بالسنغر مرزا کے پاس سمرقند گیا تھا۔ ملک قان نے ستر اسّی گھوڑے اس کی نذر کئے اور بڑی خاطر و مدارات کی۔ میرے لئے اس نے ایک مریل سا گھوڑا بھیج دیا۔ خود نہ آیا۔

خدا کی قدرت ہے۔ جب ہم پر وقت پڑا تو جو لوگ سخی مشہور تھے وہ خسیس ہو گئے اور جو با مروت تھے وہ مروت بھول گئے۔

خسرو شاہ کی بے رخی | خسرو شاہ بہت سخی اور رحم دل مشہور تھا۔ جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں اس نے بدیع الزماں مرزا پر بہت عنایتیں کیں اور باقی ترخان وغیرہ کے ساتھ بھی بڑی ہمدردی سے پیش آیا اور سب کو بہت کچھ دیا۔ لیکن دو دفعہ ہم اس کے ملک سے گذرے۔ رتبہ کا لحاظ تو ایک طرف، جو برتاؤ ہمارے ادنیٰ ملازمین کے ساتھ کرنا چاہئے تھا وہ بھی ہمارے ساتھ نہ کیا۔ اور ہمیں ہمارے نوکروں کے برابر بھی نہ سمجھا۔

کسود پر حملہ | کسود کے قلعے کے بارے میں گمان تھا کہ شاید وہاں ازبک ہوں گے۔ اس لئے قان سے نکلنے کے بعد کہیں دم نہ لیا۔ اور قلعہ کسود کو جا گھیرا۔ لیکن قلعہ پہلے ہی سے ویران تھا اور وہاں مدت سے کوئی نہ تھا۔

دریائے کوہک | وہاں سے ہم دریائے کوہک گئے اور اس کے کنارے جا اترے اور یاری کے موڑ پر پل کے ذریعے کوہک کو پار کیا۔

رباط خواجہ پر حملہ | قاسم بیگ کے تحت بعض امراء کو قلعہ رباط خواجہ کی طرف بھیجا تاکہ دھوکے سے اسے فتح کر لیں۔

ہم یاری اور کوہ شنقار خانہ[1] کو پار کر کے یار ییلاق پہنچے۔

---

[1] بادار خانہ

رباط خواجہ کی طرف جو سردار بھیجے گئے تھے وہ جب فصیل کے نیچے پہنچے تو سیڑھیاں لگانے وقت یا تو وہ لوگ خود ہی سمجھ گئے یا انھیں سمجھایا گیا کہ قلعہ فتح ہونا مشکل ہے۔ اس لئے وہ اُلٹے پھر آئے۔

بیگانے امراء کا خلوص | قنبر علی سنگ تراش[1] تھا۔ وہ آکر ہم سے ملا۔ ابوالقاسم کوہ بر اور ابراہیم ترخان نے بھی چند معتبر ملازم ہماری خدمت میں بھیجے اور خلوص کا اظہار کیا۔

قلعہ اسفندک | یار ییلاق کے گاؤں سے ہم اسفندک کے قلعے پہنچے۔ شیبانی خاں اس وقت خواجہ دیدار کے قریب پڑا تھا۔ اس کے ساتھ تین چار ہزار ازبک تھے اور اتنی ہی فوج وہ جمع ہو گئی تھی جو مختلف مقامات کی تھی۔

خان وفا مرزا | اس نے خان[2] وفا مرزا کو سمرقند کا داروغہ بنا دیا تھا۔ اور وہ پانچ چھ سو آدمیوں کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کئے پڑا تھا۔

حمزہ سلطان اور مہدی سلطان اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے سمرقند کے قریب قوروغ یدنہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔

سمرقند پر دھاوا | میرے پاس اچھے بُرے کل دو سو چالیس آدمی تھے۔ تمام سرداروں اور امیروں سے مشورہ کیا۔ اور یہ بات طے پائی کہ شیبانی نے سمرقند ابھی لیا ہے۔ اس لئے ہم کوشش کریں تو کامیابی کی امید ہے۔

ہم شہر پناہ پر چپکے چپکے سیڑھیاں لگا کر اوپر جا چڑھیں اور قبضہ کر لیں تو سمرقندی چوں کہ ہم ہی میں سے ہیں اس لئے سوائے ہماری مدد کے اور کیا کریں گے۔ اس کے برعکس وہ ازبکوں کے لئے ہم سے لڑیں یہ ممکن نہیں۔

سمرقند ہاتھ آجائے۔ تو وہ ہوگا جو خدا کو منظور ہو۔

اس مشورے کے تحت ظہر کی نماز کے بعد ہم یار ییلاق سے چل پڑے۔ رات کا پہلا

[1] لیڈن نے سنگ تراش اور سنگ راندہ دو نام لکھے ہیں۔ [2] جان وفا مرزا

حصہ سفر میں طے ہوا۔ اور آدھی رات تھی جو یورت خاں جا پہنچے۔

ناکامی اور واپسی | یہ سنا کہ شہر کے لوگ ہوشیار ہیں اس لئے رات کو شہر کے پاس نہ پھٹکے الٹے پیروں یورت خاں واپس آ گئے۔

صبح ہو چکی تھی کہ خواجہ رباط سے تیجے کی طرف کو یک دریا سے پار ہوئے۔ اور پھر یار ییلاق پہنچے۔

جتنے منہ اتنی بولیاں | ایک دن اسفندک کے قلعے میں میرے پاس مصاحب جمع تھے۔ ان میں دوست ناصر۔ تویان کوکلتاش۔ قاسم کوکلتاش۔ خان قلی کریم داد۔ شیخ درویش۔ خسرو کوکلتاش اور میرم ناصر وغیرہ سب ہی موجود تھے ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا بتاؤ ہم خدا کے فضل سے سمرقند کب تک لے لیں گے؟

بعض نے کہا موسم بہار میں (اس وقت ساون کا مہینہ تھا) کسی نے کہا مہینہ بھر میں کسی نے کہا چالیس دن میں لیکن تویان کوکلتاش نے کہا چودہ دن میں خدا نے اسی کا کہا پورا کیا اور ہم نے چودہ ہی دن میں سمرقند فتح کر لیا۔

خواجہ عبید اللہ کی بشارت | ان ہی دنوں میں عجیب خواب دیکھا۔ کہ حضرت خواجہ عبید اللہ تشریف لائے ہیں۔ میں ان کے استقبال کے لئے اٹھا۔ خواجہ صاحب آ کے بیٹھے۔ ان کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا۔ لیکن وہ پر تکلف نہ تھا۔ اس لئے شاید حضرت کے دل میں کچھ خیال آیا۔ ملا بابا نے میری طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ میں نے بھی اشارے ہی میں جواب دیا۔ کہ اس میں میرا کیا قصور ہے۔ قصور ہے تو دسترخوان بچھانے والے کا ہے۔ خواجہ صاحب سمجھ گئے۔ اور عذر قبول فرمالیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

میں پہنچانے کے واسطے ساتھ ہو لیا۔ حضرت نے اسی مکان کے دالان میں میرے سیدھے یا الٹے بازو کو پکڑ کر اس طرح اٹھایا کہ میرا ایک پاؤں زمین سے اونچا ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت نے ترکی میں فرمایا۔ "تمہارا شیخ تمہیں مشورہ دیتا ہے" اس کے چند ہی روز بعد میں نے

سمرقند فتح کر لیا۔

قلعہ وسمند | دو ایک دن بعد اسفندک کے قلعے سے وسمند کے قلعے میں چلے گئے۔

اس سے پہلے ایک دفعہ سمرقند تک پہنچ کر اور دشمن کو ہوشیار کر کے ناکام لوٹ چکے تھے۔ پھر بھی خدا پر بھروسہ کر کے چلے۔ اور ظہر کی نماز کے بعد وسمند سے سمرقند کی طرف روانگی ہوئی۔ خواجہ ابوالمکارم بھی میرے ساتھ تھا۔

فیروزہ دروازہ | آدھی رات کے بعد ہم خیاوان[۱] پہنچے۔ اور پل مغاک گئے۔

میں نے ستر اسی آدمیوں کو سیڑھیاں دے کر آگے بھیجا کہ غار عاشقاں کے سامنے سیڑھیاں لگا کر چڑھ جائیں اور فیروزہ دروازے میں جو دشمن موجود ہوں ان سے دروازہ چھین کر ہمیں خبر بھیجیں۔

خاموش حملہ | وہ لوگ غار عاشقاں کے سامنے سیڑھیاں لگا کر اس طرح چڑھ گئے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ وہاں سے وہ فیروزہ دروازے میں جا دھمکے۔

فاضل ترخان | وہاں فاضل ترخان تعینات تھا۔

فاضل ترخان، ترخانی سرداروں میں سے نہیں تھا۔ بلکہ وہ ترکستان کے ترخانی سوداگروں میں سے تھا۔ اس نے ترکستان میں شیبانی خاں کی خدمت کی اور ذی رتبہ بن گیا۔

ہمارے آدمی فاضل ترخان پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے نوکر بھی مارے گئے۔

سمرقند میں داخلہ | انہوں نے دروازے میں جو قفل پڑا ہوا تھا۔ اسے کلہاڑی سے توڑ ڈالا اور دروازہ کھول دیا۔

ان کے وہاں پہنچتے ہی میں بھی فیروزہ دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

مددگاروں نے ساتھ دیا | ابوالقاسم کوہ بر خود نہیں آیا تھا۔ لیکن اپنے چھوٹے بھائی احمد قاسم کو تیس چالیس آدمیوں کے ساتھ بھیج دیا تھا۔

۱۔ لیڈن نے متن میں خیاراق اور نوٹ میں خیابان لکھا ہے یہ گاؤں پل مغاک کے پاس ہے۔

ابراہیم ترخان کا کوئی آدمی نہ تھا۔ لیکن شہر میں پہنچ جانے اور خانقاہ میں ٹھہر جانے کے بعد اس کا چھوٹا بھائی احمد ترخان چند آدمیوں کے ساتھ آ پہنچا۔

سمرقند کے دوکان داروں کی مبارکباد | شہر والے سوئے پڑے تھے۔ لیکن دکان داروں نے اپنی اپنی دکانوں میں سے ہمیں دیکھا اور پہچاننے کے بعد دعائیں دینے لگے۔

تھوڑی دیر بعد تمام اہل شہر کو خبر ہوگئی۔ ہمارے ساتھیوں اور شہریوں کو بے انتہا خوشی ہوئی [1]

ازبکوں کا قتل عام | لوگوں نے گلی کوچوں میں ازبکوں کو اس طرح پتھروں اور لکڑیوں سے مار ڈالا۔ جس طرح دیوانے کتوں کو مار ڈالتے ہیں۔ تقریباً چار یا پانچ سو ازبک اسی طرح مارے گئے

جان وفائی کا فرار | جان وفائی ایک تین شہر کا حاکم تھا اور خواجہ یحییٰ کے مکان میں ٹھیرا ہوا تھا وہ بھاگا اور شیبانی خاں کے پاس جاکے دم لیا۔

شہریوں کی سوغات | میں دروازے میں گھستے ہی مدرسے اور خانقاہ میں گیا اور خانقاہ کی محراب میں ٹھیرا۔

صبح ہوتے ہی چاروں طرف غل مچ گیا۔ شہر کے جن معززین اور دکانداروں کو خبر ہوئی وہ خوشی خوشی مبارکباد دینے آئے۔ اور کھانے پینے کی جو چیزیں موجود تھیں وہ ساتھ لائے اور دعائیں دینے لگے۔

دشمن جم کر لڑنے لگے | صبح خبر ملی۔ کہ ازبکوں نے آہنی دروازے پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ وہاں جم کر لڑ رہے ہیں۔ میں اسی وقت سوار ہو کر وہاں گیا۔

میرے ساتھ کوئی پندرہ بیس آدمی ہوں گے۔ لیکن شہر کے ان لفنگوں نے جو ازبکوں کو کونے کونے ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ میرے پہنچنے سے پہلے ہی انھیں آہنی دروازے سے باہر نکال دیا۔

---

[1] جان لیڈن کے ہاں یہ عبارت بھی ہے کہ شہری بہت خوش ہوئے اور انھوں نے میرے آدمیوں کو بڑی گرم جوشی سے مبارک باد دی۔